بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلی الک واصحٰبک یا حبیب اللہ

موضوع: آیاتِ قرآنی کی تعداد پر ایک تحقیقی نظر

مفتی ابوالرضا بیدالمصطفیٰ قادری

عام طور پر عوام میں مشہور ہے اور قرآنی انسائیکلوپیڈیا کی مختلف کتابوں میں بھی یہ بات لکھی ہوتی ہے کہ قرآنِ مقدس کی 6666 آیات ہیں، لیکن اگر اس امر کو تحقیق کے ترازو میں رکھیں اور ہمارے بلاد میں معروف قرآنی ترتیب وتدوین پر غور کیا جائے، تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آیاتِ قرآنی کی تعداد 6666 نہیں، بلکہ 6236 ہے، یہ بات سُن کر شاید آپ چونک گئے ہوں، لیکن یہ حقیقت ہے۔۔ اور اس اختلاف کے سلجھاؤ میں کافی دقت نظر آتی ہے، لیکن اللہ پاک کا نام لے کر اس بارے میں اپنی بساط کے مطابق چند باتیں عرض کرتا ہوں، ان شاء اللہ عزوجل یہ تحریر قارئین کے لئے فائدہ بخش ثابت ہوگی۔

قرآنِ پاک کی آیات کی تعداد کے بارے میں مختلف اقوال اور ان کا سرسری جائزہ

اس بات پر علمائے اسلام کا اجماع ہے کہ قرآنِ پاک کی آیتیں 6000 سے کم نہیں، البتہ پھر اس سے اوپر اختلاف ہے کہ کتنی آیات ہیں؟ اس حوالے ایک مختصر سا جائزہ پیشِ خدمت ہے۔

امام جلال الدین سیوطی شافعی علیہ الرحمۃ (المتوفی 911 ہجری) نے اپنی مشہور کتاب "الاتقان فی علوم القرآن" میں اور دیگر علمائے کرام نے بھی اپنی کتب میں علامہ ابو عمرو الدانی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے نقل فرمایا

ہے:"اجمعواعلی ان عدد آیات القرآن ستۃ آلاف آیۃ ثم اختلفوافی مازاد علی ذالک "ترجمہ: علمائے کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ قرآنِ پاک کی آیات (کم از کم) 6000 ہیں پھر اختلاف اس میں ہے کہ 6000 سے اوپر کتنی ہیں؟

(الاتقان فی علوم القرآن، ۱ج، ص134، مکتبہ رحمانیہ، لاہور)(البرھان فی علوم القرآن، ۱ج، ص249، دار احیاء الکتب العربیۃ، بیروت)

پھر آپ علیہ الرحمۃ نے اس بارے میں مختلف اقوال ذکر کئے ہیں، جو درج ذیل ہیں:

- (۱) آیات 6000 ہیں، اس سے کم یا زیادہ نہیں۔
- (۲) آیات کی تعداد 6600 ہے۔ یہ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔
- (۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ آیاتِ قرآنی کی تعداد 6216 ہے۔
- (۳) بعض اہلِ علم کی رائے یہ ہے کہ آیات 6204 ہیں۔
- (۴) ایک قول کے مطابق 6214 ہیں۔
- (۵) بعض کی رائے یہ ہے کہ 6219 ہیں۔
- (۶) بعض کے نزدیک 6225 ہیں۔
- (۷) ایک قول کے مطابق 6236 ہیں۔ (جیسا کہ ہمارے ہاں معروف ترتیب کے مطابق یہی تعداد بنتی ہے) یہ سات اقوال تو امام سیوطی علیہ الرحمۃ کی کتاب سے نقل کئے گئے۔

(الاتقان فی علوم القرآن، ۱ج، ص134، مکتبہ رحمانیہ، لاہور)

علامہ بدرالدین زرکشی علیہ الرحمۃ (المتوفی 794 ہجری) نے اس کے علاوہ بھی اقوال ذکر کئے ہیں۔

- (۱) حضرت سیّدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے مروی قول کے مطابق آیاتِ قرآنی 6218 ہیں۔
- (۲) امام عطا علیہ الرحمۃ کے قول کے مطابق 6117 ہیں۔
- (۳) امام حمید علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ آیات کی تعداد 6612 ہے۔

(البرھان فی علوم القرآن، ۱/۲۷۱، ص251، دار احیاء الکتب العربیۃ، بیروت)

اس سے اس بات کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ اس بارے میں کافی اختلاف ہے، لیکن ان سب اقوال کو پڑھ کر یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ 6666 آیات ہونے کے بارے میں کسی بزرگ سے بھی ضعیف سند کے ساتھ بھی کوئی قول یا روایت مروی نہیں۔

اس اختلاف کی وجہ؟؟؟

آیات کی تعداد میں اس قدر اختلاف کی علمائے کرام نے مختلف وجوہات بیان فرمائی ہیں، جن میں سے بنیادی طور پر 3 وجوہات ہیں، جنہیں میں اپنے انداز میں درج کرنے کی کوشش کرتا ہوں:

(1) خطاء فی الفہم:

حضور سیّدِ عالم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو تلاوت کے دوران بذریعۂ وحی بتادیا جاتا تھا کہ فلاں جگہ وقف کا محل ہے، حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب صحابہ کرام علیہم الرضوان کے سامنے تلاوت فرماتے، تو وقف کے محل کی پہچان کرانے کے لئے آیات کے آخر میں وقف فرماتے تھے اور جب سننے والوں کو اُس مقام کا محلِ وقف ہونا معلوم ہو جاتا، تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اُس آیت کو پچھلی آیت کے ساتھ ملا کر پڑھتے، اس ملا کر پڑھنے سے سامعین میں

سے بعض حضرات کو یہ گمان گزرتا کہ یہ مکمل ایک ہی آیت ہے، تو وہ اُس مکمل حصے کو ایک آیت شمار کر کے روایت کرتا۔ چنانچہ اسی بات کو امام جلال الدین سیوطی اور علامہ بدر الدین زرکشی علیہما الرحمۃ نے یوں بیان فرمایا ہے (واللفظ للسیوطی): "سبب اختلاف السلف فی عدد الآی ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کان یقف علی رؤوس الآی للتوقیف فاذا علم محلها وصل للتمام فیحسب السامع حینئذ انها لیست فاصلة" ترجمہ: آیات کی تعداد میں اسلاف کے مختلف اقوال ہونے کی (ایک) وجہ یہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم وقف کی جگہ کی پہچان کروانے کے لئے آیت کے اختتام پر وقف فرماتے، جب لوگوں کو اس کا علم ہو جاتا، تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اُس آیت کو پچھلی آیت سے ملا کر تلاوت فرماتے، (لیکن بعض) سننے والے یہ سمجھتے کہ یہ (وقف فرمانا آیتوں کے درمیان) فاصلہ نہیں۔

(الاتقان فی علوم القرآن، 1:، ص134، مکتبہ رحمانیہ، لاہور)(البرھان فی علوم القرآن، 1:، ص252، دار احیاء الکتب العربیۃ، بیروت)

(2) بسم اللہ شریف کے نزول میں اختلاف:

قرآنِ پاک کی سات مشہور و متواتر قراءتیں ہیں، جن میں سے ایک کا انکار بھی کفر ہے نیز ان میں کہیں بھی کسی قسم اختلافِ معنیٰ نہیں۔ ان میں سے بعض قراءتوں میں بسم اللہ کا نزول ہر سورت کے ساتھ ہوا، تو جس نے اس قراءت کو اختیار کیا، اُس نے بسم اللہ کو ہر آیت سے پہلے مستقل آیت شمار کیا اور بعض قراءتوں میں بسم اللہ کا نزول سورت کے ساتھ نہیں ہوا، تو جس نے یہ قراءت اپنائی، اُس نے تعداد کم بیان کی۔ چنانچہ اس بارے میں علامہ بدر الدین زرکشی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "وایضا البسملة نزلت مع السورة فی بعض الاحرف فمن قرأبحرف نزلت فیه عدها ومن قرأبغیر ذالک لم یعدها" ترجمہ: اور تعدادِ آیات میں اختلاف کا ایک سبب یہ ہے کہ

بعض قراءتوں میں ہر سورت کے ساتھ بسم اللہ شریف نازل ہوئی، تو جس نے اِس قراءت کو اختیار کیا، اُس نے بسم اللہ کو علیٰحدہ آیت شمار کیا اور جس نے دوسری قراءت اپنائی، اُس نے اسے علیٰحدہ آیت شمار نہیں کیا۔

(البرھان فی علوم القرآن، ج1، ص252، دار احیاء الکتب العربیۃ، بیروت)

(3) آیت کی تعریف میں اختلاف:

ایک وجہ اور بھی ہو سکتی ہے، جو امام سیوطی علیہ الرحمۃ کے کلام سے مستنبط ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ آیت کی تعریف و تحدید میں بھی علمائے کرام کے مختلف اقوال ہیں کہ بعض حضرات تو آیت کو توقیفی قرار دیتے ہیں اور اس کی کسی قسم کی بھی تعریف وحد بندی بیان کرنے کے قائل نہیں اور بعض حضرات تعریف کرتے ہیں، لیکن یہ حضراتِ علمائے کرام اس بارے میں خود کئی گروہوں میں تقسیم ہیں، کسی نے تو (قرآن پاک میں) جملوں سے مرکب کلام کو آیت کہا، چاہے تقدیری طور پر ہو، تو کسی نے قرآن کے ایک حصے کو آیت شمار کیا، چاہے ماقبل کلام ختم ہو چکا ہو یا نہ ہوا ہو وغیرہ وغیرہ اس کے علاوہ اور بھی کئی اقوال ہیں، تو اس طرح ایک گروہ کی تعریف کے مطابق ایک حصۂ قرآن مستقل آیت قرار پایا، تو دوسرے کے نزدیک اُسے آیت شمار نہ کیا گیا۔ **المختصر** یہ کہ آیت کی تعریف میں علماء کا اختلاف بھی آیات کی تعداد کے بارے میں مختلف اقوال ہونے کا ایک سبب ہو سکتا ہے۔ آیت کی تعریف کے بارے میں کئی اقوال امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے نقل فرمائے ہیں، جو ان کی کتاب مین تفصیل کے ساتھ ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔ (الاتقان فی علوم القرآن، ج1، ص133، مکتبہ رحمانیہ، لاھور)

****

خلاصہ کلام

تحقیق سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ قرآنِ پاک کی آیات کی تعداد 6666 نہیں، لہٰذا یہ بات عوام میں غلط مشہور ہے نیز قرآنی انسائیکلوپیڈیا کے ناموں سے موسوم سے مختلف کتب میں بھی اس تعداد کو ذکر کرنا بغیر تحقیق اور خلافِ تحقیق ہے۔

ہمارے ہاں ترتیبِ معروف و مشہور کے مطابق آیات کی تعداد 6236 بنتی ہے۔

علمائے کرام کا آیات کی تعداد میں جو اختلاف ہے اُس کی بنیادی طور پر 3 وجوہات ہیں۔

(۱) خطاء فی الفہم۔ (۲) بسم اللہ شریف کے نزول میں اختلاف۔ (۳) آیت کی تعریف میں اختلاف۔

(واللہ اعلم و رسولہ اعلم عزوجل وصلی اللہ علیہ والہ وسلم)

ان شاء اللہ عزوجل امت مسلمہ کی رہنمائی کے لئے اور بھی ایسی تحریریں آتی رہیں گی۔

﴿پیشکش: ادارہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن﴾